علماء اور حکومت

از جناب لفٹنٹ کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب - کراچی

(خواجہ صاحب کا یہ مضمون اس بحث کی آخری کڑی ہو۔ اسکے بعد کوئی اور مضمون شائع نہیں ہوگا

ایڈیٹر)

برادر عزیزم! سلام مسنون - میں شاید وضاحت ٹھیک طور پر نہیں کر سکا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ علماء میں سے کبھی بھی کسی نے آجتک حکومت نہیں کی یعنی بادشاہت یا خلافت کے اہل نہیں ہوئے۔ کیا وجہ ہو کہ یہ حکمران طبقہ یعنی جو حکومت کی باگ سنبھالنے کے قابل ہوا وہ علماء کے طبقہ سے علیحدہ ہی ایک طبقہ تھا؟ کیا اُمت کیلئے یہ ایک اہم فرض اور ذمّہ داری نہیں؟ اللہ تعالےٰ قصّہ آدم میں فرماتے ہیں کہ یہ ذمّہ داری خلافت کی آدم نے اپنے ذمّہ لی۔ خواہ وہ کتنا ہی غیر ذمّہ دار کیوں نہ ثابت ہوا ہو - بہرحال اس سے یہ تو ثابت ہے کہ خلافت فی الارض ایک اہم فریضہ ہے - پھر کیوں علماء اس سے گریزاں رہے۔ یہ ایک یقیناً بہت بڑی ذمّہ داری ہے جو کنز اور ہدایہ پڑھنے سے بہت بلند ہے۔ کیا اُمت کا ایک قابل ترین طبقہ اس اہم فرض سے علیحدہ رہ کر اُمت کو زک نہیں پہونچا رہا؟ کیوں نہیں وہ اپنے میں اس قسم کی قابلیت پیدا کرتے کہ ممالک اسلامیہ پر حکومت کر سکیں اور جس قدر حکمراں ہیں وہ اپنے ہی طبقہ میں سے پیدا کریں۔ کیا وجہ ہے پھر کہ علماء اس منصب خلافت یا بادشاہت سے سرفراز نہیں ہو سکے؟ وزیر یا سفیر بن جانا کوئی خوبی نہیں - حکومت اکثر بعض پارٹیوں کے افراد کو خوش کرنے کے لئے شامل کر لیتی ہے۔ کسی کو وزیر بنا دیا اور کسی کو سفیر بنا دیا۔ کیا وجہ ہے کہ یہ علماء جو وزیر اور سفیر بنے بادشاہ یا خلیفہ نہ بن سکے؟ ان میں کیا کمی ہے جو اس درجے کو حاصل نہ کر سکے۔

آپ نے جواب کی پہلی قسط کے شروع میں خلیق احمد نظامی کی تازہ کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ عجیب

بات ہو کہ خود میری نگاہ میں بھی یہی کتاب تھی جس وقت کہ آپکی پہلی قسط آئی ہے۔ آپ کے دلائل پڑھکر اور تعجب ہوا۔ آپ نے شاید ان کی کتاب کو بغور نہیں دیکھا وہ تو سراسر آپ کی تحریر اور آپ کے دلائل کے خلاف کر رہے ہیں۔ مسئلہ چند واقعات کے بیان کر دینے سے حل نہیں ہو سکتا، چند بنیادی سوال ہیں جن کا جواب دینا از حد ضروری ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ صدر اول ہی میں مسلمانوں کے سیاسی "افکار" اور "اداروں" میں خلیج پیدا ہو گئی تھی۔ علمار مدینہ میں بیٹھے قانون کی تدوین کر رہے تھے اور سیاسی ادارے مشکلات اور مسائل کی غیر توقع منزلیں مدینہ سے دور بغداد میں طے کر رہے تھے۔ علمار کو نہ مسائل کا علم تھا اور نہ وقت کے تقاضوں کا (اور یہ کبھی بھی نہ ہوا اس لئے کہ وہ کبھی ان نئے مسائل سے اُلجھے ہی نہیں۔ جس طرح ہمارے مورخین نے گھر بیٹھ کر تاریخیں اور جغرافیے لکھ دیئے ہیں اسی طرح انھوں نے اپنے دیوان خانوں میں بیٹھ کر مسائل فقہ مترتب کر دیئے ہیں!) یہ صورت تو شروع ہی میں پیش آئی۔ بعد کو ایسا ہوا کہ جو لوگ علما اور حکومت کی پالیسی سے متفق نہ تھے وہ تصوف کی طرف رجوع کر گئے اور علمار کے حلقہ سے نکل گئے (ملاحظہ ہو ص ۵۲ خلیق صاحب کی کتاب کا) گویا طبقۂ صوفیا بطور احتجاج طبقہ علمار سے علیحدہ ہو گیا اور وجود میں آیا۔ اُن کا کوئی تعلق علمار سے نہیں۔ مگر آپ نے جہاں کہیں بھی علمار کے کارناموں کا ذکر کیا ہے آپ صوفیار اور مشائخ کے ہی گن گا گئے ہیں، حالانکہ طبقۂ صوفیا کو علمار سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ میں صوفیار کرام کا انتہائی معتقد ہوں اور ان کے کارناموں اور ان کے مقاموں کو خوب سمجھتا ہوں لیکن خدارا ان کو طبقۂ علمار میں تو مت شامل کیجئے۔

اب جبکہ یہ طبقۂ صوفیا علیحدہ ہو گیا تو جو باقی رہ گئے انھوں نے حکومتِ وقت کے آگے سر جھکا دیا۔ حکومت کے جو مطالبے ہوتے رہے وہ اس کے مطابق اپنی رائے تبدیل کرتے رہے ان کی بلندیٔ افکار اور آزادیٔ کردار اور حالات سے آگہی بالکل ختم ہو گئی (خلیق صاحب کی متذکرہ کتاب کا پانچواں سیکشن The Mystic Structure of Islam تمام کا تمام آپ کے بغور مطالعہ کا مقتضی ہے) اب ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ ماوردی جیسا فاضل جس نے مدت العمر قضار کی خدمت انجام دی تھی، جب "احکام السلطانیہ" لکھنے بیٹھا تو "سلطنت" کو اسلامی ادارہ قرار دے دیا اور یہاں تک لکھ گیا کہ شوریٰ کا پورا حق ایک "فرد" میں جمع ہو سکتا ہے

مطلب یہ تھا کہ خاندانی وراثت یعنی (Heraditary Succession) کو جائز ثابت کر دیا جائے افسوس کہ آپ کو ہندوستانی فقہ میں بھی ایسی ہی باتیں ملیں گی جس نے اسلامی قانون کو جامد (Static) بنا کر رکھ دیا۔ کاش آپ سمجھتے کہ اس میں ان علماء کی کوتاہ اندیشیوں کو کس قدر دخل تھا۔ بیرونِ ہند میں جو کچھ گل انھوں نے کھلائے وہ عباسی صاحب کی خلافت یزید و معاویہ سے بخوبی دیکھے جا سکتے ہیں۔ اب توان علماء کی کسی تصنیف پر بھی یقین کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ حکومت سے مراد بادشاہت یا خلافت ہی، وزارت و سفارت نہیں جیسا کہ میں عرض کر آیا ہوں، آپ نے پہلے نکتہ کے بیان میں لفظ علماء کی بھی کچھ تشریح فرمائی ہے۔ اگرچہ یہ بات اس موضوع سے متعلق نہیں۔ تاہم چونکہ ذکر علماء ہی کا چل رہا ہے اس لئے میں اتنا عرض کر دوں کہ جو تعریف آپ نے کی ہے وہ تو وہی ہے جو علماء خود اپنے متعلق کرتے چلے آ رہے ہیں! آپ نے اپنے دلائل کے لئے قرآن و حدیث سے استدلال نہیں کیا۔ اور نہ ہی آپ کا جواب ان دونوں سے مطابقت رکھتا ہے یاد رہے کہ "علم" ہر مسلمان عورت اور مرد کے اوپر فرض ہے خواہ اس کی تلاش میں چین تک ہی کیوں نہ سرگرداں ہونا پڑے۔ اس علم سے کوئی خاص طبقہ مسلمانوں میں مخصوص نہیں اور نہ ہی یہ علم فقہ و حدیث کے حدود کے اندر مقید ہی۔ مسلمانوں نے چین سے کاغذ اور بارود بنانا سیکھا جس سے انھوں نے تمام یورپ کو متعارف کروایا اور ایک ایسی تہذیب کی بنیاد رکھی جس کے نقش و نگار ابھی تک روئے زمین پر اظہر من الشمس عیاں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں جہاں قرآن کریم میں لفظ علم استعمال ہوا ہے اُس سے فقہ و حدیث یا تاریخ کہیں بھی مراد نہیں بلکہ اُس سے منجملہ اور مطالب کے سائنٹیفک علم مراد ہی۔ ملاحظہ فرمائیے سورۂ فاطر کی ایک آیت

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

سبحان اللہ۔ یہ معدنیات، یہ گھاٹیاں، یہ سفید و سرخ رنگ اور یہ چوپائے اور یہ کیڑے۔ ان کی سمجھ بوجھ رکھنے والوں کو علماء کہا گیا ہے۔ حدیث، فقہ اور تاریخ یا ادبیات و فلسفہ کے حاملوں کو علماء نہیں کہا گیا! اللہ تعالےٰ کی تخلیق کائنات ہی کا صحیح علم، علم ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی اس وقت رائج اسلامی علوم کا وجود بھی کسی کے ذہن میں نہ تھا تو علماء کون ہوئے۔ اور یہ جو

آپ نے علمار کی شان میں مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا ترکیب بند بطور قصیدہ نقل کیا ہے جس میں اُن کی سادگی اور قناعت پسندانہ اور بے لوث اور بے غرض زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے تو یہ صوفیائے کرام اور مشائخ کا حال تھا نہ کہ علمار کا۔ آپ نے ان دونوں طبقوں کو خلط کر دیا ہے۔ اقبال انھیں کے متعلق کہتے ہیں

یہ غازی یہ تیرے پُر اسرار بندے　　جنھیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دونیم اُن کی ٹھوکر سے صحرا و دریا　　سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو　　عجب چیز ہے لذتِ آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن　　نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

یہ حال و کیفیت علمار کی نہ تھی۔ وہ جاہ و منصب کے طلبگار رہتے تھے، کہیں قاضی القضاۃ کا عہدہ مطلوب ہو رہا ہے، کہیں شیخ اسلامی کا، کہیں منصب وزارت کے لئے تگ و دو ہو رہی ہے اور کہیں منصب سفارت کے لئے جستجو۔ مگر یہ درویش خدامست ہی تھے جو سر بکف ہو کر مشرکین سے جہاد کیا کرتے تھے اور جامِ شہادت نوش کرنے کے جذبے میں سرشار ہو کر جنگ کرتے تھے۔ "فتحمند ہوتے تو غازی کہلاتے ورنہ شہید ہو کر حیاتِ ابدی سے مشرف ہوتے۔"

میدان تصنیف و تالیف کے شاہسوار بھی یہی بوریا نشین مشائخ و فقراء تھے۔ چنانچہ دینی تالیفات کا بہترین سرمایہ زیادہ تر ان ہی بزرگوں کے رشحاتِ قلم کا ممنونِ احسان ہے نہ کہ جس طرح آپ نے فرمایا ہے، علمار کا۔ سلاطین و امرار پیرانِ طریقت کی غلامی پر فخر کرتے تھے، علمار کی غلامی پر نہیں۔

اب رہا سوال علمار کی اصلاح کا تو مجھے عرض کرنے دیجئے کہ اتنی اہم ذمے سے علمار ہمیشہ سبکدوش رہے خلیق صاحب نے اپنی تصنیف لطیف میں برنی کی تاریخ فیروز شاہی سے عجیب و غریب اقتباس دیئے ہیں (ملاحظہ ہو ص ۱۴۲۔۱۴۷) جن سے مسلمان معاشرے کا حال بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو اخلاقی تنزل مسلمانوں میں نظر آرہا ہے وہ کوئی نئی اور عجیب بات نہیں۔ اس سے بھی بُرے وقت مسلمانوں پر گذر چکے ہیں مگر افسوس کہ ان علمار نے کبھی بھی اس قوم کو اخلاقی طور پر اُبھارنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر کچھ کوشش ہوئی تو وہ صوفیار اور مشائخ کی طرف سے ہوئی جس کی واضح مثالیں تاریخ میں ہمیں ملتی ہیں۔ علمار تو خشتیں

ہی لگاتے رہے اور حیلے اور بہانے تراشتے رہے۔ آپ کہیں گے کہ یہ تو علماء سو تھے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ طبقہ بھی تو علماء کا ہے کوئی حکمرانوں کا تو نہیں۔ جس طرح حکمران بھی بُرے ہوتے ہیں اُسی طرح علماء بھی بُرے ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ جس طرح حکمرانوں میں بیشتر بُرے تھے اسی طرح علماء میں بھی بیشتر علماء سو رہی تھے تخصیص کیوں کی جائے۔ سوال دو طبقوں کا ہے طبقوں کی تقسیم کا نہیں! علماء نے کہیں اس فرض کو نہیں سمجھا کہ قوم کا اخلاق درست کیا جائے باقی رہا سوال کہ مسلمانوں کے اندر بیداری یا شعور آزادی کس نے پیدا کیا (میں برعظیم کا ذکر کر رہا ہوں غدر کے بعد تک کا)؟ تو اس فہرست میں بھی جو نام میرے سامنے اس وقت اُبھر رہے ہیں اُن میں تمام کے تمام ایسے لوگ ہیں جن کا کوئی تعلق طبقۂ علماء سے نہیں۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے ہمارے دیکھتے دیکھتے مسلمانوں میں ایک زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ ان میں کتنے علماء تھے؟ سرسید احمد؟ حالی؟ اقبال؟ محمد علی جوہر؟ ظفر علی خاں؟ محمد علی جناح؟ یا بیرونِ ہند ان لوگوں سے بیشتر جمال الدین افغانی؟ سید حلیم پاشا! مصطفےٰ کمال پاشا؟ عبدہٗ؟ شاید آپ ابوالکلام کا نام لیں! میں تو ان کو ایک لمحہ کے لئے طبقۂ علماء سے تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اگرچہ علماء نے لعبۂ حیلہ ان کو امام الہند کہہ دیا تھا۔ ابوالکلام یقیناً ایک بڑے جید عالم تھے مگر طبقۂ علماء میں سے نہیں تھے۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح مولانا شبلی علماء کے طبقہ سے نہیں تھے۔ مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ بھی طبقہ علماء میں سے نہیں تھے۔ یہ دونوں مجدّد وقت تھے اور صوفی تھے۔ تاریخ اسلام کے دور انحطاط میں ہزاروں علماء موجود ہوتے تھے مگر یہ بات صرف مجددالعصر ہی کے مقدر میں ہوتی تھی کہ اصلاح و فلاح کا دروازہ کھول دے۔ بیرونی ممالک کا کیا ذکر خود ہندوستان ہی کو لیجئے۔ ذرا اس کی تاریخ پر نظر دوڑائیے ایسا ہی معاملہ نظر آئے گا میں اس تمام روداد کی تکرار کیا کروں آپ ابوالکلام کا تذکرہ ہی اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ سب حقیقت واضح ہو جائے گی۔ علماء کے متعلق آپ کو صفحوں کے صفحے وہاں ان حقائق سے پُر ملیں گے۔ امام ربانیؒ ہی کو لیجئے علماء نے جو ماحول اکبر کے زمانہ میں بگاڑا تھا۔ اُس کو درست کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر تھا۔ اگر ان علماء کی چپقلشیں اکبر نے نہ دیکھی ہوتیں تو وہ منحرف نہ ہوتا۔ اس کی کیا مجال تھی کہ وہ ایک نیا مذہب لا کھڑا کر دیتا یہ علماء کے باہمی تنازعوں ہی کا نتیجہ تھا کہ اکبر منحرف ہو گیا۔ یہ تجدید کا معاملہ کچھ علماء کے ساتھ مخصوص نہیں۔

اللہ تعالےٰ کسی کو بھی چن سکتے ہیں (تذکرہ ابوالکلام ص ۲۳۹ مطبوعہ مکتبہ جدید ملاحظہ فرمائیے) ان کا ظہور کبھی امراء وسلاطین میں سے ہوتا ہے اور کبھی اصحاب سلوک وطریقت میں سے۔ علمار کا طبقہ کبھی اس سے سرفراز نہیں کیا۔

جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ علمار نے اپنا زیادہ وقت شرحوں کے لکھنے میں صرف کیا ہو۔ یا پھر حاشیے لکھتے رہے۔ اور اگر فرصت مل گئی تو فتووں پر دستخط کرتے رہے۔ اور اگر کبھی انقلاب کی طرف نگاہ اٹھی تو سازشیں شروع کردیں۔ کبھی "ریشمی رومال گھوم رہے ہیں اور کہیں "روٹیاں"۔ مگر ان میں "بخت خاں" نہ پیدا ہو سکا۔ بہت جوش آیا تو جیل چلے گئے۔ گولی یا تلوار کے سامنے نہ آئے۔ جیل چلے گئے تو شہیدوں میں نام ہو گیا اور جیل جانے کو قربانی کی ایک اعلیٰ قسم ٹھہرالیا۔

بیچارے سیدھے سادھے مسلمانوں کو کیا پتہ کہ معتزلہ کون ہیں، یا قدریہ اور جبریہ کون ہیں؟ چکڑالوی کون ہیں اور بریلوی کون ہیں۔؟ پرویزی کون ہیں اور جماعت اسلامی کون ہیں؟ منکر حدیث کون ہیں اور اہل قرآن کون ہیں؟ مگر ان بیچارے سادہ لوحوں میں بھی شکوک ڈالدیئے کہیں رفع یدین پر جھگڑے کہیں آمین بالجہر پر لڑائیاں! جب تک علمار نہ بتائیں کہ نماز اس طرح پڑھو کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ جب تک وہ امامت نہ کریں کوئی جماعت نہیں ہو سکتی اور جب تک وہ نکاح نہ پڑھوائیں کسی کی شادی ہی جائز نہیں۔ اللہ اکبر۔ کیا طبقہ علمار اسی لئے وجود میں لایا گیا تھا؟ تو پھر شاید صوفیار کرام نے سیدھا راستہ اختیار کیا کہ اس طبقہ سے علیحدہ ہو گئے۔ مذہب کو ایک گورکھ دھندا بنا کر رکھ دیا ہے۔ کیا یہی ہے علمار کا کمال؟ یہ باریکیاں تو بیچارے عام مسلمانوں کی پیدا کردہ نہیں! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو غریب مسلمان اپنے مذہب سے بیگانہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ نہیں، بلکہ ہو چکا ہے اس کی اور وجہ کوئی نہیں بس یہی ایک وجہ ہے کہ علمار نے علم دین اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے (Specialisarim) اور مذہب اسلام برہمنوں کی طرح چند ایک ہستیوں میں مخصوص ہو کر رہ گیا ہے۔ میں تو اکثر سوچتا ہوں کہ اب تو یورپ، امریکہ، روس اور چین نے اسلام قبول کرنا ہے۔ علمار کی کون سی تفسیر اور ان کی کونسی شرحیں کام آئیں گی اور کون سی فقہ کام آئے گی؟

وہ لوگ تو اگر اسلام سمجھتے ہیں تو عبداللہ یوسف علی یا محمد علی کے انگریزی ترجموں سے۔ کوئی اردو یا عربی تفسیر پڑھ کر تو وہ اسلام کو نہیں سمجھینگے۔ جہاں تک بیرون ممالک اسلامیہ میں تبلیغ کا تعلق ہے اس میں علماء کا حصہ صفر ہے۔ اور جس قسم کی تبلیغ یہ درون خانہ کر رہے ہیں اس سے روز بروز قوم میں انتشار بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تذکرۂ ابوالکلام کا ص ۲۷۶ پڑھ جایئے۔ آپکو اور بھی بھیانک تصویر نظر آئے گی ایک جگہ ابوالکلام کہتے ہیں کہ سانپ اور بچھو ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں مگر علماء کہیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ کچھ اسی قسم کے الفاظ ہیں۔ ابوالکلام تو یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ تاتاریوں کو سب سے پہلی دعوت حنفی اور شافعی علماء نے ہی دی اور پھر جو ان حملوں کے دوران میں احادیث گھڑی گئیں اس کا کوئی حساب ہی نہیں۔ امام بخاری کو کئی لاکھ جعلی حدیثیں چھانٹنی پڑیں۔ تقلید عام ہوگئی، تحقیق مفقود اور اجتہاد قدغن!

تاریخ اسلام کے اندر جس قدر بھی مفید کام ہوا ہے وہ صوفیائے کرام اور مشائخ نے کیا ہے یا پھر حکمراں طبقہ نے یا حکماء اور مفکروں نے۔ علماء نے کوئی کام اسلام کو فائدہ پہونچانے کے لئے نہیں کیا۔ اور ان طبقۂ صوفیاء اور مشائخ سے بھی کام اسی لئے بن آیا کہ انھوں نے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اسی علیحدگی کی بنا پر جب طبقۂ علماء نے دیکھا کہ وہ اچھوتوں کی طرح علیحدہ کر دیئے گئے ہیں اُن میں ایک احساس کمتری پیدا ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ طبقۂ علماء نے جمہور کے ساتھ تعاون چھوڑ دیا جو ایک ذہنی احتجاج تھا (Mental Protest)۔ اس سے جمہور کو سخت زک پہونچی۔ جنگوں سے بھی بہت ہلاکت ہوئی ہے مجھے اس کا اعتراف ہے۔ مگر یہ جنگیں ہر مرتبہ اُمّت محمّدیہ کے لئے مفید ثابت ہوئی۔

ع۔ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔

جنگ ایک قانون قدرت ہے اس کے بغیر جدّ و جہد اور کائنات میں کانٹ چھانٹ نہیں ہوتی یہاں تنازع للبقاء کا قانون جاری ہے جس سے بقائے اصلح ہوتی ہے یہ تنازع البقاء علماء کے تنازعوں سے نیٹ نہیں سکتا۔ علماء نے جو جانیں گنوائی ہیں وہ بے کار گئی ہیں قوم کو اس سے مطلقاً کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

آپ نے فرمایا ہے کہ جو علماء کا اختلاف ایمانداری سے کسی غرض کے بغیر ہو برا نہیں اچھا ہے۔

بلکہ اسلام جیسے عالمگیر اور وسیع مذہب کے لئے ناگزیر ہے۔ میں کہتا ہوں یہ اختلاف "رحمت" نہیں مذہب اسلام کے لئے "زحمت" ہے۔ علماء کا اختلاف کبھی بھی بغیر غرض کے نہیں ہوا۔ جب ملک ابھی تقسیم نہیں ہوا تھا تو اس وقت بھی تھا اور اب جبکہ پاکستان بن گیا ہے تب بھی موجود ہے۔ ہم اس کا اثر اب بھی دیکھ رہے ہیں۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ پاکستان کے ایک نیک نیت صوفی خواجہ عبدالمجید معروف بہ پیر دیول شریف نے کوہ مری میں علماء کی ایک کانفرنس بلوائی تاکہ طبقۂ علماء کا اختلاف مٹا کر ان میں یکجہتی پیدا کی جائے کانفرنس سے واپسی پر مولانا احتشام الحق نے کانفرنس کے خلاف بیان دے دیا۔ ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

اب کون ان کو سمجھائے کہ ایسی کانفرنسوں سے اور توقع ہی کیا ہو سکتی ہے۔ جہاں چند علماء اکٹھے ہو جائیں آپ یقین جانئے کہ قوم اس وقت مذہبی لحاظ سے ایک انتہائی خطرناک دور سے گذر رہی ہے۔ عیسائیت نے پورے زور سے اسلام پر حملہ شروع کر دیا ہے اور کروڑوں روپے خرچ کرتی چلی جا رہی ہے۔ یورپ اور امریکہ کے تمام عیسائی ممالک اس جدوجہد میں اکٹھے ہیں۔ مگر ہمارے علماء ہیں کہ ابھی تک اپنے ہی اختلافات میں الجھے بیٹھے ہیں۔ اور اس خطرہ سے کاملاً لاپرواہ ہیں۔ یہ کام (تبلیغ) اگر آپ کا نہیں تو پھر کس کا ہے؟ ان علماء کی نمازوں میں خلوص نہیں۔ ان کے پیچھے جو لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ ایک بھیڑ اور انبوہ کی طرح ہیں جن میں جماعت کا رنگ مفقود ہے۔ ان کی نماز دوسروں کے لئے کیا روح پھونک سکتی ہے اور یہ مذہبی جذبہ کو کس طرح ابھار سکتے ہیں۔ کاش یہ طبقہ علماء اس وقت بیدار ہو کر اس اہم فرض کو سرانجام دے، ورنہ میری پیشین گوئی یاد رکھئے کہ خود یہ طبقۂ علماء عنقریب ناپید ہو جائے گا۔ طبقۂ علماء سے میری یہ گذارش ہے کہ ایک دس برس کے لئے وہ اپنے آپ کو تبلیغ میں مصروف رکھیں۔ مسلمانوں میں مذہب کو تازہ کریں اور ان کو اس کی طرف رغبت دلائیں تاکہ مسلمانوں کا اخلاق درست ہو۔ پھر دیکھیں کہ مسلمانوں کی نشأۃ ثانیہ کا عروج کس طرح ہوتا ہے۔ حکومتوں کے کاموں میں دخل دینا بند کر دیں اللہ تعالیٰ کا مذہب اسلام سچا ہے اس میں بگاڑ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم نہیں تو کوئی اور قوم اس کے حلقہ کے اندر داخل ہو گی جو اس کی تجدید کرے گی۔ تجدید بہرحال ہو کر رہنی ہے اسے کوئی روک

نہیں سکتا۔ مملکتوں کے کاروبار کا راز حکمراں ہی جانتے ہیں۔ ع

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے طبقۂ علماء کو حکومت کا اہل نہیں بنایا ع

ہر کسے را بہرِ کارے ساختند

اس لئے انھیں تبلیغ کا کام کرکے قوم کے اخلاق کو سدھارنا چاہیئے۔ شراب خوری کو بند کرنے کے لئے جہاد کریں۔ رقص و سرود کی محفلیں بند کروائیں، صوم و صلوٰۃ کو جاری کروائیں۔ یقیناً حکومت ان کا یہ کہنا مانے گی۔ یہی ان کا تقسیم کار ہے اور اسی لئے طبقۂ علماء حکمراں طبقہ سے مختلف پیدا کیا گیا ہے مگر وہ اپنا اصل کام بھول گئے ہیں، وہ حکومت کے لئے پیدا نہیں کئے گئے، تبلیغ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور نہ ہی مذہب کے اندر انتشار پھیلانے کے لئے۔

انسانیت کی حفاظت کے لئے سیاسی اقتدار (خلافت، حکومت) ایک لازمی امر ہے، مگر علماء اس کے لئے پیدا نہیں کئے گئے اور نہ ہی یہ اُن کے بس کی بات ہے۔ مگر یاد رہے کہ سلطانی، فقر کے بیشمار مقامات میں سے ایک مقام ہے اور چونکہ اس فقر میں علماء کو دخل نہیں اس لئے وہ اس نعمت سے سرفراز نہیں کئے گئے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے — وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی — یہی مقام ہے کہتے ہیں جسکو سلطانی
یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا عیار — اسی مقام سے آدم ہے ظلِ سبحانی

صراطِ مستقیم (انگریزی)

انگریزی زبان میں اسلام کی صداقت پر ایک معزز یورپین نومسلمہ خاتون کی مختصر اور بہت اچھی کتاب۔ محترم خاتون نے اپنے اسلام قبول کرنے کے مفصل وجوہ بھی بیان کئے ہیں۔ قیمت 1/50

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶